فاضل بریلوی اور امورِ بدعت از جناب سید فاروق القادری- ایم اے- ناشر: رضا پبلی کیشنز، مین بازار، داتا صاحب، لاہور- صفحات: ۳۱۲- مجلد- قیمت: ۲۴/- روپے

اس کتاب کے تفصیلی مباحث پر گفتگو کرنے کی ضرورت محسوس کرنے کے باوجود مجھے مجبوراً اجمالی تعارف کی راہ اختیار کرنی ہے۔

پہلی بات تو میں یہ کہتا ہوں کہ فرقوں اور گروہوں سے قطعِ نظر، برصغیر کے علما کی صف میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا ایک مقام ہے۔

دوسری بات اس کتاب کو پڑھ کر میں نے یہ محسوس کی کہ قانونِ شریعت اور فقہی احکام کے دائرے میں ہمارے مختلف مدارسِ فکر کے اہلِ سنت علما میں کوئی بڑا بُعد نہیں ہے۔ خصوصاً مولانا بریلوی کے متعلق جو رواج یافتہ تصور اصولی عقائد اور احکام و مسائل کے دائرے میں برقرار نہیں رہتا کہ موصوف نے کوئی جادۂ انحراف اختیار کیا۔ بہت سی چیزیں متوسلین کی پیدا کردہ ہیں اور مناظرہ و مجادلہ کی فضا میں ان میں مبالغہ پیدا ہوتا گیا۔ رہی سہی کسر کوتاہ علم واعظوں اور امامانِ مساجد نے پوری کر دی۔

تیسری بات یہ محسوس ہوئی کہ سید فاروق القادری صاحب اچھے انشاپرداز ہیں اور ان کی تحریر زوردار ہے۔ مگر انھوں نے جس غیر جانبدارانہ مقام سے بات کرنے کا عزم کیا تھا، وہ مقام چھوٹ گیا۔ ایک طرف وہ وکیلِ صفائی کا پارٹ ادا کرتے ہیں اور دوسری طرف حلقہ اہلِ اختلاف کے خلاف پورے زور سے اپنا مقدمہ اٹھاتے ہیں۔ یہ حق بھی ہمیں تسلیم، مگر انھوں نے یہ مقام کسی اور کے لیے خالی چھوڑ دیا۔ جو غیر جانبدارانہ انداز سے مختلف گروہوں کے کلمہ ہائے سوا کو پیش کر کے ان سے اتحاد کی اپیل کر سکے۔ اصل بات یہ ہے کہ کوئی اہلِ حدیث ہو یا دیوبندی، وہابی ہو یا بریلوی، توحید اور ختمِ رسالت کے عقیدوں پر قائم رہ کر الحاد و دہریت اور مغربی تہذیب کے سیلاب کے خلاف تمام مسلمانوں کو متحد کرنے کی سعی کرے اور پھر اقامتِ دین کے جہاد میں اپنا حصہ ادا کرے۔ ہم جن خوفناک قسم کی استعماری، لادین اور سیکولر طاقتوں کی زد میں ہیں۔ وہ نہ کسی وہابی کو بخشتی ہیں، نہ بریلوی کو۔ ان کے سامنے یہ سوال نہیں کہ کون بلند آواز سے درود شریف پڑھتا ہے، کون آمین بالجہر کہتا ہے اور کون قُل کرتا ہے۔ وقت کے معرکے کو سمجھیے اور اپنے اختلافات کے باوجود ایک محاذ پر صف آرا ہو جائیے۔

چوتھی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی فریق کی طرف سے دوسرے گروہوں سے یہ مطالبہ کرنا کہ

اپنی کتابوں کی فلاں فلاں عبارت کو بدلو، اس وجہ سے بے معنی ہے کہ ان عبارات یا ان میں شامل اصطلاحات کے مقصد و مدعا میں اختلاف ہو رہا ہے۔ ایک طرف کے قائل کا وہ منشا ہی نہیں جو دوسری طرف کا ناقد سامنے لا رہا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے آپ مولانا احمد رضا خاں کے متعلق یہ بحث اٹھاتے ہیں کہ اُن کو غلط سمجھا گیا ہے، بعینہٖ دوسروں کو بھی یہی شکایت ہو سکتی ہے۔

بہر حال یہ کتاب اس لحاظ سے قابلِ مطالعہ ہے کہ ایک نئی طرز کی کوشش ہے اور جدید زبان و ادب میں بات کی گئی ہے۔

اسلامی سیاست — تالیف: مولینا گوہر رحمٰن صاحب۔ ناشر: دارالعلوم تفہیم القرآن، مردان۔ صفحات: ۴۱۶۔ موٹے آرٹ کارڈ۔ خوبصورت رنگین سرورق۔ قیمت: ۴۰/۲ روپے۔

پچھلے کچھ عرصہ میں جمہوریت، نمائندگی، ووٹنگ، شورائیت اور سیاسی جماعتوں سے متعلق جو بحث چھڑی رہی ہے۔ اس میں طرح طرح کے اندازِ فکر سامنے آئے ہیں۔ اور نہایت درجہ متفرق باتیں کہی گئی ہیں فکری انتشار کی اس فضا میں مولانا گوہر رحمٰن صاحب کی یہ کتاب اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ مولانا نے کتاب و سنت کے نصوص، مسلم فقہا اور ائمہ سیاست کے حوالوں سے ہر مسئلے پر بحث کی ہے۔ دوسری طرف اُن کی نظر دورِ حاضر کی سیاسی فکر اور اداروں پر بھی ہے۔ نیز وہ تمدنی اور معاشرتی تبدیلیوں کا شعور بھی رکھتے ہیں۔ احوال و ظروف کے بدلنے سے اصول تو نہیں بدلتے۔ مگر اُن کے عملی انطباقات میں ایک گونہ اجتہادی نقطۂ نظر سے کام لینا پڑتا ہے۔

اس کتاب کی قدر و قیمت ایک تو اس وجہ سے ہے کہ تمام متعلقہ سوالات پر اصل احکام و مآخذ کو جمع کر دیا گیا ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ ماضی کے نظائر کو سامنے رکھ کر مقررہ فقہی اسلوب پر اجتہادی زاویۂ نگاہ دیا گیا ہے۔